www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۳۶	انتڑیاں	حَوَایَا۔ اَمْعَاء (۲)
۳۷	انتظار کرنا	اِنْتَظَرَ۔ اِرْتَقَبَ۔ تَرَبَّصَ (۳)
۳۸	انجام (کار)	مُنْتَھٰی۔ عَاقِبَة۔ مَصِیْر (۳)
۳۹	اندازہ لگانا	خَرَصَ۔ قَدَّرَ (۲)
۴۰	اندر	خِلَال۔ جَوْف۔ بَاطِن اور بطائن۔ (۳)
۴۱	اندھا	اَعْمٰی۔ اَکْمَہ اور عَمِہَ (۳)
۴۲	انصاف (کرنا)	قِسْط اور عَدْل (۲)
۴۳	انکار کرنا	اَبٰی۔ اَنْکَرَ۔ جَحَدَ۔ کَفَرَ (۴)
۴۴	انگلیاں	اَصَابِع۔ اَنَامِل (۲)
۴۵	اوڑھنا	اِسْتَغْشٰی۔ اِدَّثَرَ۔ اِزَّمَّلَ (۳)
۴۶	اولاد	اولاد۔ ذُرِّیَّة۔ اسباط۔ عَقِب۔ نسل۔ حفدۃ۔ اٰل۔ اَھْل (۸)
۴۷	اون	صُوْف۔ عِہْن (۲)
۴۸	اونٹ	اِبِل۔ بعیر۔ جَمَل۔ ھِیم۔ رِکاب۔ ناقة۔ ضامر۔ عِشار۔ بُدْن۔ بحیرۃ۔ وصیلہ۔ سائبة۔ حام (۱۳)
	اونچا کرنا	دیکھیے "بلند کرنا"
	اوندھا کرنا	" "الٹ دینا"
۴۹	اونگھ	نُعَاس۔ سِنَة (۲)
۵۰	ایندھن	حَطَب۔ حَصَب۔ وَقُود (۳)
۵۱	اے (حرفِ ندا)	یا۔ اَیُّہ اور یَا اَیُّھَا (۳)
	ب	
۱	باپ	وَالِد۔ اَب (۲)
۲	بابرکت ہونا	تَبَارَكَ اور مُبَارَك۔ اَیْمَن۔ طُوْبٰی (۳)
۳	بات	قَول۔ حَدِیث۔ کَلِمَة (۳)
۴	بات کرنا	کَلَّمَ۔ حَاوَرَ۔ خَاطَبَ (۳)
۵	بادشاہی	سُلْطَان۔ مُلْك اور ملکوت (۲)

نمبر شمار	عنوان	الفاظ متعلقہ
۶	بادل	سحاب۔ غمام۔ عارِض۔ مُعْصِرَات۔ مُزْن۔ صَیِّب (۶)
۷	بار (دفعہ۔ مرتبہ)	مَرَّة۔ کَرَّة۔ تَارَة (۳)
۸	بارش	مَطَر۔ ماء۔ طَل۔ وَدْق۔ غَیْث۔ مِدْرَار۔ غَدَق۔ صَیِّب۔ وَابِل (۹)
۹	باز آنا	اِنْتَھٰی۔ اِنْفَكَّ (۲)
۱۰	بازو	جَنَاح۔ عَضُد۔ ذِرَاع (۳)
۱۱	باغ	جَنَّت۔ حَدِیْقَة۔ رَوْضَة (۳)
۱۲	باقی چھوڑنا	اَبْقٰی۔ اَثْبَتَ۔ غَادَرَ (۳)
۱۳	بال	شَعْر۔ وَبَر۔ صُوْف (۳)
۱۴	بانجھ	عَاقِر۔ عَقِیْم (۲)
۱۵	باندھنا	رَبَطَ۔ شَدَّ۔ غَلَّ (۳)
۱۶	بُت	صَنَم۔ نُصُب۔ اَوْثَان۔ جِبْت۔ طَاغُوت (۵)
	بتلانا	دیکھیے "آگاہ کرنا"
۱۷	بجلی	بَرْق۔ رَعْد۔ صَاعِقَة (۳)
۱۸	بچانا	وَقٰی۔ مَنَعَ۔ حَجَزَ۔ اَحْصَنَ۔ جَنَّبَ۔ عَصَمَ (۶)
۱۹	بچنا	اِتَّقٰی۔ تَحَصَّنَ۔ اِجْتَنَبَ۔ اِسْتَعْصَمَ۔ حَذِرَ۔ تَعَفَّفَ (۶)
۲۰	بچہ (لڑکا)	اَجِنَّة۔ وَلِیْد، مولود، وَلَد۔ طِفْل۔ صَبِی۔ غلام (۵)
۲۱	بچھانا	دَحٰی۔ طَحٰی۔ سَطَحَ۔ فَرَشَ۔ مَھَدَ۔ (۵)
۲۲	بچھونا	مِھَاد۔ فِرَاش۔ مَضَاجِع (۳)
	بخشنا	دیکھیے "دینا اور معاف کرنا"
۲۳	بخل کرنا	بَخِلَ۔ اَمْسَكَ۔ اَدْعٰی۔ اَکْدٰی۔ اَقْتَرَ۔ ضَنَّ۔ شَحَّ۔ غَلَّ (۸)
۲۴	بدبختی	شِقْوَة۔ نَحُوسَت۔ طائر۔ شُؤْم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۔ (۲۸/۵۸)
اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی فراخیٔ معیشت پر اترا رہے تھے۔

۳۔ مَرَح: فرطِ انبساط سے جھومنے لگنا (شِدَّۃُ الفرح ف ل ۱۷۰) ناز و ادا سے اکڑ اکڑ کر چلنا۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (۱۷/۳۷)
اور زمین میں اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو نہ تو زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ ہی لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔

۴۔ اِخْتَال: (خیل) ابنِ فارس کے نزدیک خیل کے معنی یدل علی حرکۃ فی تلوّن (م ل) یعنی وہ حرکت جو ہر آن نیا رنگ بدلتی ہے۔ تخیّل کے معنی تصور باندھنا، تکبّر کرنا اور اختیال بمعنی اکڑ کر چلنا اور تکبّر کی چال چلنا (منجد) آتے ہیں۔ گویا ایسے شخص کا دماغ عام آدمیوں سے اونچی سطح پر ہوتا ہے۔ اور یہ مَرَح سے اگلا درجہ ہے۔

۵۔ فخر، ایسی باتوں پر شیخی بگھارنا جو اس کے اپنے قبضہ و اختیار سے خارج ہوں۔ مثلاً حسب و نسب پر اترانا یا موروثی مال و دولت پر شیخی بگھارنا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (۳۱/۱۸)
اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مرح، اختیال اور فخر تینوں مذموم صفات کا بالترتیب ذکر فرمایا ہے۔

۶۔ اَشَر: اَشِرٌ: ایسے خود پسند کو کہتے ہیں جو مندرجہ بالا صفات کے علاوہ زبان سے ڈھینگیں مارتا اور لاف زنی بھی کرتا ہو۔ امام راغب الاشر کے معنی بہت زیادہ اترانا بتلاتے ہیں (مف) گویا یہ مَرَح اور اختیال سے بھی اگلا درجہ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ
ان کو کل ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا خود پسند ہے۔

۷۔ تَمَطّٰی: (مطو) بمعنی چلنے میں گھمنڈ سے بازو پھیلانا (منجد) بے نیازی کا اظہار کرنا۔ بازو پھیلا کر گھمنڈ سے تیز تیز چلنا (ف ل ۸ ۱۷) قرآن میں ہے:

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ وَلَٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۔ (۷۵/۳۳)
تو اس (عاقبت نا اندیش نے) نہ تو (کلامِ خدا کی) تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا۔

۸۔ تکبّر: یہ فخر کا سب سے آخری درجہ ہے جس میں انسان عُجب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور خود پسندی کی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے اور حق بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں مروی ہے، الکبر ان تسفہ الحق وتغمص الناس[1] (الادب المفرد للبخاری)

[1] تکبر یہ ہے کہ تو حق بات ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل: (۱) حِلم: غم وغصہ کے موقعہ پر طبیعت کا اعتدال پر رہنا۔ اور کسی مستحق سزا کو سزا دینے میں تاخیر کرنا اور اور مہلت دینا۔

(۲) صَبْر: ہر قسم کی سختی اور مصیبت کے وقت بے قراری سے پرہیز اور اسے برداشت کر جانا۔

(۳) کظم: غم اور غصہ خواہ کتنا ہی زیادہ ہو کو دبائے رکھنا اور اس کا اظہار نہ ہونے دینا۔

۳۹۔۔۔ بڑا (بزرگ)

کے لیے کبیر اور اکبر اور عظیم اور اعظم، ذوالجلال اور مجید کے الفاظ آئے ہیں:

۱۔ کبیر اور اکبر: اکبر میں بنیادی طور پر محض بڑائی کے معنے پائے جاتے ہیں۔ کبیر کی ضد صغیر اور اکبر کی اصغر ہے۔ اور یہ اسمائے اضافیہ سے ہے۔ یعنی ہر چیز اپنے سے چھوٹی کے مقابلہ میں کبیر ہے اور وہی چیز اپنے سے بڑی کے مقابلہ میں صغیر ہے (مف) اور کبیر کا لفظ بنیادی طور پر اجسام کیلیے استعمال ہوتا ہے خواہ وہ چیز عمر میں بڑی ہو یا جسامت میں یا کسی دوسری صفت ظاہری میں۔ مثلاً:

(۱) عمر میں بڑائی کے لیے:

قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ (۱۲/۸۰)

ان (یوسفؑ کے بھائیوں) میں سے سب سے بڑے نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے والد نے تم سے خدا کا عہد لیا ہے۔

(۲) جسامت میں بڑائی کے لیے:

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ (۲۱/۵۸)

پھر حضرت ابراہیمؑ نے ان (بتوں) کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ مگر بڑے بت کو (نہ توڑا)۔

لیکن بعد میں لفظ کبیر اور اکبر کا استعمال معنوی طور پر بھی ہونے لگا۔۔۔ مثلاً:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا۔ (۲/۲۱۹)

اے پیغمبر! لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کیلیے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔

کبیر کی جمع کُبَرَاء آتی ہے اور اکبر اسم تفضیل ہے یعنی بہت بڑا یا سب سے بڑا۔ دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی جمع اکابر آتی ہے۔

۲۔ عَظِیْم ضد حقیر اور اعظم: عظم کے بنیادی معنی میں بڑائی کے علاوہ قوت اور شدت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اور یہ معنوی صفات کہیں سب اکٹھی اور کہیں فردًا فردًا پائی جاتی ہیں۔ اور ہڈی کو بھی اس کی قوت اور شدت کی وجہ سے عَظْم کہتے ہیں۔ (م ل) عَظْم اور عَظِیْم دونوں کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ (۳/۴۹) (سچ مچ) کا پرندہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ نَقَرَ: بمعنی کسی بجنے والی چیز میں پھونک مار کر بجانا۔ اور ناقور ہر وہ چیز ہے جو کھوکھری اور اندر سے خالی ہو۔ مثلاً نرسنگا، بگل، صُور یا کوئی بجانے کی چیز (مف) قرآن میں ہے:

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (۷۴/۸) تو جب صُور میں پھونکا جائے گا۔

۳۔ نَفَثَ: کے معنی تھتکارنا۔ تھوڑا سا اُگلنا (فل ۱۹۰) جھاڑ پھونک کرنا یا زہر اُگلنا (مف) اور نَفثُ الدّم اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں تھوک کے ساتھ کچھ خون بھی آئے۔ قرآن میں ہے:

وَمِن شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي العُقَدِ۔ (۱۱۳/۴) اور گنڈوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں کی برائی سے (اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں)

۴۔ اَطْفَأَ: طَفِئَتِ النَّار بمعنی آگ کا بجھنا۔ اور اَطْفَأَ بمعنی پھونک سے بجھانا (مف) اور چراغ یا روشنی گل کرنے کے لیے بھی یہی لفظ استعمال ہوتا ہے (ف۔ل ۱۲۳) ارشادِ باری ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ (۶۱/۸) یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کی ہدایت) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں۔

ماحصل: (۱) نفخ: پھونک مارنا۔ عام استعمال ہے۔ اور بعض کے نزدیک کسی جسم میں پھونک مارنا۔

(۲) نقر: کسی بجنے والی یا اندر سے خالی چیز میں پھونک مارنا۔

(۳) نفث: تھتکارنا۔ جھاڑ پھونک کرنے والے کا پھونک مارنا۔

(۴) اطفأ: پھونک مار کر چراغ گل کرنا یا آگ بجھانا۔

پھیلنا کے لیے دیکھیے "بکھرنا"

۴۰۔ پھیلانا

کے لیے ذَرَأَ، مَدَّ، دَحَی اور طَحَی، نَشَرَ، بَسَطَ اور بَثَّ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ ذَرَأَ: ذَرْءٌ ہر وہ چیز جو بوئی جائے اور کھیتی باڑی کی جائے (م۔ل) اور ذَرَأَ الأَرْضَ بمعنی زمین میں بیج ڈالنا (منجد) اور صاحب منتہی الارب اس کے معنی پیدا کرنا اور بڑھانا یا پھیلانا لکھتے ہیں (م۔ل) اور اسی سے ذُرِّيَّة ہے جس کا اطلاق جن اور انسان دونوں کی اولاد پر ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم بھی صاحب منتہی الارب کے معنی کی تائید کرتا ہے مثلاً:

(۱) صرف پیدا کرنے کے معنی ہیں:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ (۷/۱۷۹) اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔

(۲) پھیلانا یا بڑھانا کے معنی ہیں:

قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي کہدو کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ ـــــ چراغ

کے لیے مِصۡبَاح[۱] اور سِرَاج[۲] کے الفاظ آئے ہیں:

۱- مِصۡبَاح، صَبِحَ بمعنی روشن اور چمکدار ہونا، صَبِحَ الشَّعۡرُ بمعنی بالوں کا چمکدار رہونا۔ اور صَبِحَ الۡحَدِیۡد بمعنی لوہے کا تابدار ہونا۔ اور صَبِیۡح اور صَبۡحَان خوبصورت کے معنوں میں آتا ہے (منجد) اور ابن فارس لکھتے ہیں کہ صَبَحَ کا لفظ بنیادی طور پر سرخ رنگ پر دلالت کرتا ہے۔ صبح کو بھی اسکی سرخی کی وجہ سے صبح کہتے ہیں۔ اور مِصۡبَاح (ج مصابیح) (چراغ) کو بھی اس کی سرخی کی وجہ سے مصباح کہتے ہیں (م ل) قرآن میں ہے:

مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ۔ (۳۵/۲۴) اس (اللہ) کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔

پھر مِصۡبَاح کا لفظ روشن ستاروں کے لیے بھی قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔

وَلَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ۔ (۶۷/۵) اور ہم نے قریب کے آسمان کو (تاروں کے) چراغوں سے زینت دی۔

۲- سِرَاج: ابن فارس کہتے ہیں کہ سَرَجَ کا لفظ حسن، زینت اور جمال پر دلالت کرتا ہے۔ اور سِرَاج (چراغ) کو سراج اس کی روشنی اور زینت کی وجہ سے کہتے ہیں۔ گھوڑے کی زین کو بھی سرج اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اس کی زینت ہے۔ کہا جاتا ہے سَرَّجَ وَجۡہَهٗ اس نے اپنے چہرے کی آرائش کی۔ سَرَّجَ شَعۡرَہٗ اس نے اپنے بال سنوارے یا گوندھے۔ (م ل) قرآن میں ہے:

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ جَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیۡرًا (۲۵/۶۱) (وہ خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔

ابن الفارس صاحب مقائیس اللغۃ کے حوالے سے اوپر جو لغوی تحقیق پیش کی گئی ہے قرآن اس کی تائید نہیں کرتا بلکہ معاملہ اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے۔ قرآن نے سورج کو سراج (۲۵/۶۱) اور سِرَاجًا وَّھَاجًا (۷۸/۱۳) کہا ہے حالانکہ اس کی روشنی سرخی مائل ہوتی ہے سفیدی مائل نہیں ہوتی۔ اسی طرح قرآن نے ستاروں کو مصابیح کہا ہے حالانکہ ان کی روشنی سفیدی مائل ہوتی ہے سرخ نہیں ہوتی۔ لہٰذا اصل یہ ہے کہ:

ماحصل: سِرَاج وہ ہے جس کی روشنی سرخی مائل ہو اور مصباح وہ ہے جس کی روشنی سفیدی مائل ہو۔ واللہ اعلم!

۸ ـــــ چرانا

کے لیے رَعٰی[۱] اور اَسَامَ[۲] کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱- رَعٰی: بمعنی کسی حیوان کو چرانا اور اس کی حفاظت اور نگہداشت کرنا۔ اور رَاعِی بمعنی چرواہا۔ گڈریا۔ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دیا کرو۔ (۴/۴)

ماحصل: (۱) اٰتٰی: دینا۔ اس کا استعمال عام ہے۔

(۲) اَعْطٰی: بخشش، خدمت یا محنت اور اطاعت کا صلہ زیادہ دینا۔

(۳) اَثَابَ: اعطٰی سے اعم ہے۔ کسی بھی کام کا صلہ اصل معاوضہ سے زیادہ دینا۔

(۴) اَدَاءٌ: حقوق اور مالی معاملات کی ادائیگی۔

(۵) دِیَۃٌ: خون بہا کی ادائیگی۔

(۶) وَھَبَ: بلا معاوضہ دینا اور بعد میں کسی معاوضہ یا فائدہ کی توقع نہ رکھنا۔

(۷) رَفَدَ: کسی نادار اور مفلس کو امداد کے طور پر وظیفہ وغیرہ دینا۔

(۸) دَفَعَ (اِلٰی): باز ادائیگی کرنا۔ کسی کی چیز اس کے حوالے کرنا۔

(۹) ھَدِیَّۃٌ: تعلقات کی خوشگواری کے لیے تحفہ تحائف دینا۔

(۱۰) نِحْلَۃٌ: برضا و رغبت ہبہ کے طور پر کسی کو کچھ دینا۔

۳۵ — دیوار

کے لیے جِدَار، سَدّ، رَدْم، سُوْر اور بُنْیَان کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ جِدَار: (ج جُدُر اور جُدران) مکان یا قلعہ کی دیواروں میں سے کوئی ایک دیوار۔ جَدَرَ بمعنی دیواروں سے گھرنا (منجد) اور ابن الفارس کے الفاظ میں ھو الحائط (م-ل) یعنی کسی احاطہ شدہ تعمیر کی دیوار ہے۔ قرآن میں ہے:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ (۱۸/۸۲) — اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔

۲۔ سَدّ: سَدّ بمعنی روک۔ آڑ۔ دو چیزوں کے درمیان بڑی سی دیوار جو روک کا کام دے اور خود تعمیر کی گئی ہو۔ اور اگر یہ دیوار یا آڑ قدرتی ہو تو اسے سُدّ کہتے ہیں (مف) اور سَدَّ بمعنی پتھر سے شگاف بند کرنا۔ اور سِدَاد اس مسالہ کو کہتے ہیں جس سے رخنہ یا شگاف پُر کیا جائے اور سُدَّۃ حکیموں کی اصطلاح میں آنتوں میں فاسد مادہ کے پھنس کر روک بن جانے کو کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (۱۸/۹۴) — (اے ذوالقرنین!) کیا ہم تمہارے لیے کچھ رقم اکٹھی کریں تاکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دے۔

۳۔ رَدْم: یہ لفظ سَدّ سے اخص ہے۔ یعنی ایسی دیوار یا روک جس کے سب سوراخ اور شگاف اچھی طرح سے بند کر دیے گئے ہوں (مف) موٹی دیوار۔ مضبوط روک۔ اور رَدَمَ بمعنی رخنہ یا شگاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری ہے؛

اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (۴۱/۴۵) وہ ایسے شک میں ہیں جو انھیں چین نہیں لینے دیتا۔

نیز فرمایا؛

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (۲/۲) یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک (وخطر) نہیں

ماحصل: (۱) شَكٌّ : دو نظریات میں سے کسی ایک کو کم علمی کی بنا پر ترجیح نہ دے سکنا۔

(۲) شُبْه : چند چیزوں کے اوصاف و اوان ایک جیسے ہونے کی وجہ سے شک۔

(۳) مِرْيَة : کسی مسلّمہ حقیقت کو ظنی باتوں سے مشکوک کر دینا۔

(۴) لَبْس : دو نظریات کو ایسے ملا کر مشتبہ کر دینا کہ کسی ایک کی بھی تمیز نہ ہو سکے۔

(۵) مَرِيْج : کبھی ایک خیال آنا، کبھی دوسرا پھر پہلا۔ اور اس بنا پر شک میں رہنا۔

(۶) رَيْب : ایسا شک جس میں اضطراب اور خلجان بھی شامل ہو۔

۱۱۔ شکل وصورت

کے لیے هَيْئَة (هيأ)، شَكْل، صُوْرَت اور تَمَاثِيْل کے الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔

۱۔ هَيْئَة : کسی چیز کی رف سی ابتدائی شکل وصورت کو کہا جاتا ہے خواہ یہ شکل محسوسہ ہو یا معقولہ (مف) یعنی مادی طور پر موجود ہو یا صرف ذہن میں ہو۔ اور هَيْئَة اور هِيْئَة بمعنی چیز کی حالت، کیفیت، شکل وصورت (منجد) قرآن میں ہے:

اِنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ (۳/۴۹) میں تمہارے سامنے مٹی کی صورت بشکل پرند بناتا ہوں۔

۲۔ شَكْل : مُشَاكَلَة بمعنی شکل وصورت میں مشابہ ہونا (مف) اور اشکال بمعنی کسی معاملہ میں ایسی پیچیدگی جس میں کئی ملتی جلتی صورتیں سامنے آ جائیں۔ اور شکل بھی ایسے ہی پیچیدہ امر کو کہتے ہیں۔ اور شَكَلَ الْاَمْرُ بمعنی مشتبہ ہونا۔ اور شَكْل بمعنی مشابہت، مثل، نظیر۔ اور اشکال بمعنی موتی یا چاندی کے زیورات جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں۔ (منجد) قرآن میں ہے؛

وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ (۳۸/۵۸) اور اسی طرح کے اور بہت سے عذاب ہوں گے۔

۳۔ صُوْرَت : بمعنی کسی مادی چیز کے ظاہری خدوخال جس سے اسے پہچانا جا سکے۔ اور دوسری چیزوں سے اس کا امتیاز ہو سکے (مف) ارشادِ باری ہے؛

فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ (۸۲/۸) پھر اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا تجھے جوڑ دیا۔

۴۔ تِمْثَال : (ج تماثیل) مَثَلَ بمعنی کسی دوسری چیز کی شکل وصورت اختیار کرنا اور سیدھا کھڑا ہونا اور مُمَثَّل وہ چیز ہے جو نمونہ کے مطابق بنائی جائے۔ اور تَمَثَّلَ کسی کی شکل بن جانا (مف) کسی کا روپ دھار لینا۔ اور تمثال بمعنی تصویر، صورت یا کسی چیز کا مجسمہ (مف) ارشاد باری ہے؛

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (۲۴/۲) زانی عورت اور مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو۔

ماحصل: جلدۃ عام ہے خواہ یہ چمڑے کا ہو یا کسی دوسری چیز کا مگر سخت ہو اور زخم نہ کرے جبکہ سوط چمڑے کے کوڑے یا چابک کو کہتے ہیں۔

۲۶ ـــ کوشش کرنا

کے لیے سَعٰی، جَھْد اور کَدْح کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ سَعٰی بمعنی تیز تیز چلنا۔ آدھی دوڑ دوڑنا (مجازاً) کسی اچھے یا بُرے کام کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل ہونا قرآن میں ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (۵۳/۳۹) اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

۲۔ جَھْد: کسی کام کی تکمیل میں اپنی امکانی کوششوں کو صرف کرنا سعی بلیغ۔ ابن الفارس کے الفاظ میں اَصْلُهُ الْمَشَقَّةُ وَمَا يُقَارِبُهُ (م۔ل) ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۲۹/۶۹) جن لوگوں نے ہمارے دین کے سلسلہ میں کوشش کی، ہم ضرور انھیں اپنے راستوں کی طرف راہنمائی کریں گے۔

۳۔ کَدْح: اَلْکَدْح بمعنی خراش اور کَدَحَ بمعنی کام میں بہت محنت کرنا (منجد) اور بمعنی تکلیفیں سہہ سہہ کر کام کرنا بمشقت کوئی کام کرتے جانا (مف) ارشاد باری ہے:

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ (۸۴/۶) اے انسان تجھے تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب کے پہنچنے میں کھپ کھپ کر پھر اس سے ملنا ہے۔

ماحصل: سَعٰی: کسی کام کے لیے کوشش کرنا۔ جَھْد: اس کے لیے تمام وسائل بروئے کار لانا۔ اور کَدْح دکھ اُٹھا اُٹھا کر کام کرتے جانا۔

۲۷ ـــ کون

کے لیے مَنْ اور اَیٌّ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ مَنْ: ذوی العقول کے لیے واحد، جمع۔ مذکر و مؤنث سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ بمعنی کون جیسے مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ (منجد) ارشادِ باری ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (۲/۲۵۵) کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکے؟

۲۔ اَیٌّ: استفہام کی صورت میں ضمائر پر داخل ہو کر "کون" کا معنی دیتا ہے اور اس میں اضافت لازمی ہوتی ہے (جس میں کبھی شرط کے معنی پائے جاتے ہیں) یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کون۔ یہ بھی ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (۴/۵) — اور بے عقلوں کو ان کا مال جسے خدا نے تم لوگوں کے لیے سببِ معیشت بنایا ہے مت دو۔

اور قَيِّمٌ (مؤنث قَيِّمَة) یعنی وہ چیز جس پر دوسری چیزیں قائم ہوں۔ یعنی قائم و برقرار رکھنے والا اور وہ چیز بھی جو حق و باطل میں امتیاز کے لیے معیار کی حیثیت رکھتی ہو۔ قرآن میں ہے،

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (۹۸/۲) — اللہ کا رسول جو پاکیزہ اوراق پڑھتا ہے جن میں مستحکم (آیتیں) لکھی ہوئی ہیں۔

۶۔ وُثْقٰى، وَثِقَ يَثِقُ ثِقَةً بمعنی اعتبار کرنا، بھروسہ کرنا۔ اور وَثُقَ يَوْثُقُ وَثَاقَةً ثابت و قوی ہونا۔ مضبوط ہونا۔ اور اَوْثَقَ بمعنی رسی سے مضبوط باندھنا۔ اور ثِقَةٌ قابلِ اعتماد، قابلِ بھروسہ اور اَوْثَقُ (مؤنث وُثْقٰى) بمعنی مضبوط اور قابلِ اعتماد چیز۔ ارشادِ باری ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (۲/۲۵۶) — پھر جس نے ماسوا اللہ کا کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے ایسے مضبوط حلقہ کو ہاتھ میں پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

ماحصل:

(۱) ثابت: اپنی بنیاد پر قائم۔
(۲) راسخ: ثابت اور متمکن۔ ناقابلِ تزلزل۔
(۳) متین، کسی چیز کا اپنی ذات میں پائیدار ہونا۔
(۴) محکم: حکمت اور تجربہ سے ثابت شدہ۔ مضبوط۔
(۵) قیمۃ، ایسی مضبوط جو دوسروں کا سہارا بن سکے یا دوسروں کے لیے معیار کا کام دے۔
(۶) وثقی: ایسا مضبوط جس پر اعتماد کیا جا سکے۔

۳۲ ــــــ مضبوط بنانا۔ کرنا

کے لیے مندرجہ بالا افعال میں سے ثَبَّتَ سے ثَبَّتَ اور اَحْكَمَ اور وَثُقَ سے اَوْثَقَ اور وَاثَقَ کی تفصیل تو اوپر گزر چکی۔ اب ان کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ثَبَّتَ: بمعنی کسی چیز کو اپنی جگہ پر جما دینا۔ مضبوط کر دینا۔ ثابت قدم رکھنا۔ ارشادِ باری ہے،

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (۱۴/۲۷) — اللہ تعالیٰ مضبوط بات سے ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔

۲۔ اَحْكَمَ، حکمت، دانائی اور تجربہ سے کسی چیز کو اس کی ساخت میں مضبوط بنانا۔ اور حکیم بمعنی "العالم باحکام الامور (فق ل ۶۶)" ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ (۲۲/۵۲) — پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اور آیات محکمات وہ ہیں جن میں کوئی لفظی یا معنوی اشتباہ نہ ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

				حضرت یونسؑ مفرور ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کے قول کو پورا کر دیا۔ اور اہلِ نینوا کو وقت پر عذاب کے آثار نظر آنے لگے۔ تو وُہ سب کھلے میدان میں خدا کے حضور گڑگڑائے اور توبہ کی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب ٹال دیا۔ اللہ تعالیٰ کی سُنّتِ جاریہ میں یہ ایک ہی استثنا ہے کہ آیا ہوا عذاب ٹل گیا ہو۔ اب اس قوم کی طرف جب یونسؑ آئے تو وُہ پہلے ہی نرم ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ کی تبلیغ بہت مؤثر ثابت ہوئی۔
۲۴	زکریاؑ		۵۷ عیسیٰؑ سے تھوڑا پہلے	آپ حضرت مریم بنت عمران (والدہ عیسیٰ) کے کفیل اور مربّی تھے۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ محض اللہ کی قدرتِ کاملہ سے بن باپ پیدا ہوئے تھے لہٰذا یہود نے حضرت زکریاؑ پر یہ تہمت لگا دی اور انہیں قتل کرنا چاہا۔ آپ نے بہت سمجھایا مگر بے سود۔ آخر چند شیطان سیرت آدمیوں نے آپؑ کو شہید کر دیا۔
۲۵	یحییٰؑ		۵۸ عیسیٰؑ سے تھوڑا پہلے نبوت اور ہم عصر	آپ کفیلِ مریم حضرت زکریاؑ کے فرزند ہیں۔ حضرت زکریاؑ بے اولاد اور بوڑھے تھے۔ حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم پھل دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے، کہ اللہ میں بھی بوڑھا میری بیوی بھی بوڑھی۔ اگر مریمؑ کی طرح مجھے بھی بے موسم پھل یعنی لڑکا عطا فرما دے تو کیا عجب ہے؟ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کی بشارت دی اور نام بھی یحییٰ خود ہی تجویز فرمایا اور بچپن ہی میں نبوت عطا فرمائی۔ آپ حضرت عیسیٰ کے خالہ زاد بھائی تھے، حضرت زکریاؑ کی شہادت کے بعد ایک ظالم بادشاہ ذونواس کے ہاتھوں شہید ہوئے۔
۲۶	عیسیٰؑ	۳۳ سال بعد میں آسمان پر اٹھا لیے گئے!	۵۸ معروف و مشہور	خدا کی قدرتِ کاملہ سے بن باپ پیدا ہوئے۔ ماں کی طرف سے ۲۶ ویں پشت پر جا کر حضرت سلیمانؑ سے سلسلۂ نسب جا ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کے سب سے آخری نبی ہیں۔ صاحبِ شریعت ہیں۔ انجیل آپ پر نازل ہوئی اور بچپن ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ آپ کی پیدائش ناصرہ کے مقام پر ہوئی۔ گود ہی میں کلام کر کے اپنی والدہ کی بریت کی، مگر یہودی تہمت تراشیوں سے باز نہ آئے۔ آپ بڑے فصیح البیان مقرر اور وجیہ تھے۔ کسی کو آپ کے منہ پر کوئی الزام دینے یا تہمت تراشی کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ کو چند محیر العقول معجزات بھی عطا ہوئے تھے جوں جوں آپؑ کی عزت اور شہرت بڑھتی گئی، یہود کے حسد کی آگ بھڑکتی گئی۔ اور شاہِ وقت کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ انھیں گرفتار کر کے سُولی دے دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو تو بجسدِ عنصری آسمان پر اٹھا لیا اور مخبر کی صورت عیسیٰؑ کے مشابہ بنا دی۔ چنانچہ وُہی سُولی دیا گیا اور اپنے کیے کی سزا پائی۔ آپ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ دجّال کو قتل کریں گے۔ شادی کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ بعد ازاں آپؑ کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ